وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾
اور اس کی جمع کردہ[1] چیزوں کی قسم۔(۱۷)

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾
اور چاند کی جب کہ وہ کامل ہو جاتا ہے۔[2] (۱۸)

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾
یقیناً تم ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے۔[3] (۱۹)

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾
انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے۔(۲۰)

السجدة ۱۳

وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾
اور جب ان کے پاس قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔[4] (۲۱)

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾
بلکہ جنہوں نے کفر کیا وہ جھٹلا رہے ہیں۔[5] (۲۲)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾
اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے ہیں۔[6] (۲۳)

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾
انہیں المناک عذابوں کی خوشخبری سنا دو۔(۲۴)

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾
ہاں ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو بے شمار اور نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔(۲۵)

سُوْرَةُ الْبُرُوْج

سورۂ بروج مکی ہے اور اس میں بائیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تک رہتی ہے۔

(۱) اندھیرا ہوتے ہی ہر چیز اپنے ماویٰ اور مسکن کی طرف جمع اور سمٹ آتی ہے یعنی رات کا اندھیرا جن چیزوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔

(۲) إِذَا اتَّسَقَ کے معنی ہیں، جب وہ مکمل ہو جائے جیسے وہ تیرھویں کی رات سے سولھویں تاریخ کی رات تک رہتا ہے۔

(۳) طَبَقٌ کے اصل معنی شدت کے ہیں۔ یہاں مراد وہ شدائد ہیں جو قیامت والے دن واقع ہوں گے۔ یعنی اس روز ایک سے بڑھ کر ایک حالت طاری ہو گی۔(فتح الباری، تفسیر سورۃ انشقاق) یہ جواب قسم ہے۔

(۴) احادیث سے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا سجدہ کرنا ثابت ہے۔

(۵) یعنی ایمان لانے کے بجائے جھٹلاتے ہیں۔

(۶) یعنی تکذیب، یا جو افعال وہ چھپ کر کرتے ہیں۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں سورۃ والطارق اور سورۃ البروج پڑھتے تھے۔(الترمذی)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ①

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ②

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ③

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ④

النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ⑤

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ⑥

وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ⑦

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑧

برجوں والے آسمان کی قسم![1] (۱)

وعدہ کیے ہوئے دن کی قسم![2] (۲)

حاضر ہونے والے اور حاضر کیے گئے کی قسم![3] (۳)

(کہ) خندقوں والے ہلاک کیے گئے۔[4] (۴)

وہ ایک آگ تھی ایندھن والی۔[5] (۵)

جبکہ وہ لوگ اس کے آس پاس بیٹھے تھے۔[6] (۶)

اور مسلمانوں کے ساتھ جو کر رہے تھے اس کو اپنے سامنے دیکھ رہے تھے۔(۷)

یہ لوگ ان مسلمانوں (کے کسی اور گناہ کا) بدلہ نہیں لے رہے تھے' سوائے اس کے کہ وہ اللہ غالب لائق حمد کی ذات پر ایمان لائے تھے۔[7] (۸)

---

(۱) بُرُوجٌ بُرْجٌ محل کی جمع ہے۔ بُرْجٌ کے اصل معنی ہیں ظہور۔ یہ کواکب کی منزلیں ہیں جنہیں ان کے محل اور قصور کی حیثیت حاصل ہے۔ ظاہر اور نمایاں ہونے کی وجہ سے انہیں بروج کہا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے' الفرقان' ۶۱ کا حاشیہ۔ بعض نے بروج سے مراد ستارے لیے ہیں۔ یعنی ستارے والے آسمان کی قسم۔ بعض کے نزدیک اس سے آسمان کے دروازے یا چاند کی منزلیں مراد ہیں۔ (فتح القدیر)

(۲) اس سے مراد بالاتفاق قیامت کا دن ہے۔

(۳) شَاهِدٍ اور مَشْهُوْدٍ کی تفسیر میں بہت اختلاف ہے۔ امام شوکانی نے احادیث و آثار کی بنیاد پر کہا ہے کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے' اس دن جس نے جو بھی عمل کیا ہوگا یہ قیامت کے دن اس کی گواہی دے گا۔ اور مشہود سے عرفے (۹ ذوالحجہ) کا دن ہے جہاں لوگ حج کے لیے جمع اور حاضر ہوتے ہیں۔

(۴) یعنی جن لوگوں نے خندقیں کھود کر اس میں رب کے ماننے والوں کو ہلاک کیا' ان کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے' قُتِلَ بمعنی لُعِنَ

(۵) النَّارِ، اَلْأُخْدُودِ سے بدل اشتمال ہے ذَاتِ الْوَقُودِ، النَّارِ کی صفت ہے۔ یعنی یہ خندقیں کیا تھیں؟ ایندھن والی آگ تھیں' جو اہل ایمان کو اس میں جھونکنے کے لیے دہکائی گئی تھی۔

(۶) کافر بادشاہ یا اسکے کارندے' آگ کے کنارے بیٹھے اہل ایمان کے جلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے' جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

(۷) یعنی ان لوگوں کا جرم' جنہیں آگ میں جھونکا جا رہا تھا' یہ تھا کہ وہ اللہ غالب پر ایمان لے آئے تھے۔ اس واقعے کی تفصیل جو صحیح احادیث سے ثابت ہے' مختصراً اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۟ۙ

جس کے لیے آسمان و زمین کا ملک ہے- اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے ہر چیز- (۹)

واقعہ اصحاب الاخدود:

گزشتہ زمانے میں ایک بادشاہ کا جادوگر اور کاہن تھا' جب وہ کاہن بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے ایک ذہین لڑکا دو' جسے میں یہ علم سکھا دوں- چنانچہ بادشاہ نے ایک سمجھدار لڑکا تلاش کر کے اس کے سپرد کر دیا- لڑکے کے راستے میں ایک راہب کا بھی مکان تھا' یہ لڑکا آتے جاتے اس کے پاس بھی بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا' جو اسے اچھی لگتیں- اسی طرح سلسلہ چلتا رہا- ایک مرتبہ یہ لڑکا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک بہت بڑے جانور (شیر یا سانپ وغیرہ) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا- لڑکے نے سوچا' آج میں پتہ کرتا ہوں کہ جادوگر صحیح ہے یا راہب؟ اس نے ایک پتھر پکڑا اور کہا "اے اللہ' اگر راہب کا معاملہ' تیرے نزدیک جادوگر کے معاملے سے بہتر اور پسندیدہ ہے تو اس جانور کو مار دے' تاکہ لوگوں کی آمدورفت جاری ہو جائے"- یہ کہہ کر اس نے پتھر مارا اور وہ جانور مر گیا- لڑکے نے جا کر یہ واقعہ راہب کو بتلایا- راہب نے کہا' بیٹے! اب تم فضل و کمال کو پہنچ گئے ہو اور تمہاری آزمائش شروع ہونے والی ہے- لیکن اس دور ابتلا میں میرا نام ظاہر نہ کرنا- یہ لڑکا مادر زاد اندھے' برص اور دیگر بعض بیماریوں کا علاج بھی کرتا تھا- لیکن ایمان باللہ کی شرط پر' اسی شرط پر اس نے بادشاہ کے ایک نابینا مصاحب کی آنکھیں بھی' اللہ سے دعا کر کے صحیح کر دیں- یہ لڑکا یہی کہتا تھا کہ اگر تم ایمان لے آؤ گے تو میں اللہ سے دعا کروں گا' وہ شفا عطا فرما دے گا' چنانچہ اس کی دعا سے اللہ شفایاب فرما دیتا- یہ خبر بادشاہ تک بھی پہنچی تو وہ بہت پریشان ہوا' بعض اہل ایمان کو تو اس نے قتل کروا دیا- اس لڑکے کے بارے میں اس نے چند آدمیوں کو کہا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر نیچے پھینک دو' اس نے اللہ سے دعا کی' پہاڑ میں لرزش پیدا ہوئی' جس سے وہ سب گر کر مر گئے اور اللہ نے اسے بچا لیا- بادشاہ نے اسے دوسرے آدمیوں کے سپرد کر کے کہا کہ ایک کشتی میں بٹھا کر سمندر کے بیچ میں لے جا کر اسے پھینک دو' وہاں بھی اس کی دعا سے کشتی الٹ گئی' جس سے وہ سب غرق ہو گئے اور یہ بچ گیا- اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا' اگر تو مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک کھلے میدان میں لوگوں کو جمع کرو اور «بِسْمِ اللهِ رَبِّ الْغُلَامِ» کہہ کر مجھے تیر مار- بادشاہ نے ایسا ہی کیا' جس سے وہ لڑکا مر گیا لیکن سارے لوگ پکار اٹھے' کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے- بادشاہ اور زیادہ پریشان ہو گیا- چنانچہ اس نے خندقیں کھدوائیں اور اس میں آگ جلوائی اور حکم دیا کہ جو ایمان سے انحراف نہ کرے' اس کو آگ میں پھینک دو- اس طرح ایمان دار آتے رہے اور آگ کے حوالے ہوتے رہے' حتیٰ کہ ایک عورت آئی' جس کے ساتھ ایک بچہ تھا' وہ ذرا ٹھٹھکی' تو بچہ بول پڑا' اماں' صبر کر' تو حق پر ہے"- (صحیح مسلم' ملخصاً' کتاب الزهد والرقاق' باب قصة أصحاب الأخدود) امام ابن کثیر نے اور بھی بعض واقعات نقل کیے ہیں جو اس سے مختلف ہیں اور کہا ہے' ممکن ہے اس قسم کے متعدد واقعات مختلف جگہوں پر ہوئے ہوں- (تفصیل کے لیے دیکھئے تفسیر ابن کثیر)

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾

بیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے۔(۱۰)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿۱۱﴾

بیشک ایمان قبول کرنے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔(۱۱)

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾

یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔[۱] (۱۲)

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ﴿۱۳﴾

وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔[۲] (۱۳)

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾

وہ بڑا بخشش کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔(۱۴)

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾

عرش کا مالک عظمت والا ہے۔[۳] (۱۵)

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾

جو چاہے اسے کر گزرنے والا ہے۔[۴] (۱۶)

---

(۱) یعنی جب وہ اپنے ان دشمنوں کی گرفت پر آئے جو اس کے رسولوں کی تکذیب کرتے اور اس کے حکموں کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو پھر اس کی گرفت سے انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔

(۲) یعنی وہی اپنی قوت اور قدرت کاملہ سے پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور پھر قیامت والے دن دوبارہ انہیں اسی طرح پیدا فرمائے گا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔

(۳) یعنی تمام مخلوقات سے معظم اور بلند ہے اور عرش' جو سب سے اوپر ہے' وہ اس کا مستقر ہے۔ جیسا کہ صحابہ و تابعین اور محدثین کا عقیدہ ہے۔ المَجِيْدِ صاحب فضل و کرم۔ یہ مرفوع اس لیے ہے کہ یہ ذُو۔ یعنی رب کی صفت ہے' عرش کی صفت نہیں۔ اگرچہ بعض لوگ اسے عرش کی صفت تسلیم کر کے اسے مجرور پڑھتے ہیں۔ معناً دونوں صحیح ہیں۔ (ابن کثیر)

(۴) یعنی وہ جو چاہے' کر گزرتا ہے' اس کے حکم اور مشیت کو ٹالنے والا کوئی نہیں ہے نہ اس سے کوئی پوچھنے والا ہی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کے مرض الموت میں کسی نے پوچھا' کیا کسی طبیب نے آپ کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا' ہاں۔ پوچھا' اس نے کیا کہا؟ فرمایا' اس نے کہا ہے' إِنِّي فَعَّالٌ لِمَا أُرِيدُ میں جو چاہوں کروں' میرے معاملے میں کوئی دخل دینے والا نہیں۔ (ابن کثیر) مطلب یہ تھا کہ معاملہ اب طبیبوں کے ہاتھوں میں نہیں رہا' میرا آخری وقت آگیا ہے اور اللہ ہی اب میرا طبیب ہے' جس کی مشیت کو ٹالنے کی کسی کے اندر طاقت نہیں ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾

تجھے لشکروں کی خبر بھی ملی ہے؟[١] (١٧)

فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾

(یعنی) فرعون اور ثمود کی۔ (١٨)

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾

(کچھ نہیں) بلکہ کافر تو جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (١٩)

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾

اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔[٢] (٢٠)

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾

بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا۔ (٢١)

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔[٣] (٢٢)

سُوْرَةُ الطَّارِقِ

سورۂ طارق مکی ہے اور اس میں سترہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں روشن ہونے والے کی۔ (١)

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾

تجھے معلوم بھی ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟ (٢)

---

(١) یعنی ان پر جب میرا عذاب آیا اور میں نے انہیں اپنی گرفت میں لیا، جسے کوئی ٹال نہیں سکا۔

(٢) یہ ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ ہی کا اثبات اور اس کی تاکید ہے۔

(٣) یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، جہاں فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہیں، اللہ تعالیٰ حسب ضرورت و اقتضا اسے نازل فرماتا ہے۔

☆ حضرت خالد عدوانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازار ثقیف میں کمان یا لاٹھی کے سہارے پر کھڑے دیکھا، آپ میرے پاس مدد حاصل کرنے آئے تھے، میں نے وہاں آپ سے سورۃ الطارق سنی، میں نے اسے یاد کر لیا دراں حالیکہ میں ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ پھر مجھے اللہ نے اسلام سے نواز دیا اور اسلام کی حالت میں میں نے اسے پڑھا۔ (مسند أحمد، ٤/ ٣٣٥۔ مجمع الزوائد، ٧/ ١٣٦) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز میں سورۂ بقرۃ اور نساء پڑھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو فرمایا، تو لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے؟ تجھے یہی کافی تھا کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ" وَالشَّمْسِ اور اس جیسی سورتیں پڑھتا۔ (نسائی، کتاب الافتتاح، باب القراءة في المغرب)